بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ — عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم یکشنبہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

ایڈیٹر: روشن دین تنویر

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۵/۲۰ | ۲ اخاء ۱۳۴۵ ہش ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ ۲ اکتوبر ۱۹۶۶ء | نمبر ۲۲۹

اخبار احمدیہ

—• ربوہ یکم اکتوبر۔ جیسا کہ قبل ازیں اطلاع شائع ہو چکی ہے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چند یوم کے لئے ربوہ سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں ڈاک حسب سابق ربوہ ہی کے پتہ پر ارسال کی جائے۔ نیز احباب حضور کی صحت و سلامتی کے لئے بالالتزام دعائیں کرتے رہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

—• ربوہ یکم اکتوبر۔ کل یہاں نماز جمعہ امیر مقامی محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھائی۔ آپ نے خطبہ جمعہ میں خلافتِ ثالثہ کے نئے مقدس و بابرکت دور کی عظمت و اہمیت کو واضح کرتے ہوئے اس امر پر روشنی ڈالی کہ خلافتِ ثالثہ کا دور ایک رنگ میں خلافتِ ثانیہ ہی کے نہایت مقدس و بابرکت اور عظیم الشان دور کے تسلسل کا آئینہ دار ہے۔ چنانچہ خدائی بشارات کے بموجب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ مبارک میں اسلام کو دنیا میں جو عظیم الشان فتوحات نصیب ہوئیں ان کا تسلسل اس نئے مبارک دور میں بھی اسی شان سے جاری ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز آئندہ بھی جاری رہے گا۔

آپ نے غلبۂ اسلام کے ضمن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جاری فرمودہ نئی تحریکات اور ان میں سے بھی علی الخصوص قرآن مجید پڑھنے دوسروں کو پڑھانے قرآنی تعلیمات سے بہرہ ور ہونے دوسروں کو ان سے بہرہ ور کرنے اور پھر دنیا میں ان کا عملی نمونہ پیش کرنے کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ نیز قرآن مجید کی عظمت و شان اور عظیم الشان برکات پر حضور کے پُر معارف اور بصیرت افروز خطبات کا ذکر کر کے احباب کو قرآنی علوم سیکھنے اور انہیں دنیا میں پھیلانے کے ضمن میں ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ آخر میں آپ نے قرآن مجید کی آیت هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ (الجاثیہ آیت ۲۱) کی تفسیر بیان کر کے قرآن مجید کا بصائر، ھدی اور رحمۃ ہونا واضح فرمایا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے نہایت ایمان افروز واقعات بیان کر کے ثابت کیا کہ قرآن کس طرح عملاً ان کے لئے بصائر، ھدی اور رحمۃ ثابت ہوا اور ان کی زندگیوں میں ایک انقلاب عظیم پیدا کرنے کا موجب بنا۔

—• حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”فوری ضرورتوں پر کام آنے والے روپے کے سوا تمام روپیہ جو بنکوں میں دوستوں کا جمع ہے وہ بطور امانت خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل ہونا چاہیئے۔“ (افسر خزانہ صدر انجمن احمدیہ)

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

چاہیئے کہ اسلام کی ساری تصویر تمہارے وجود میں نمودار ہو

تمہاری پیشانیوں میں اثر سجود نظر آوے اور خدا تعالیٰ کی بزرگی تم میں قائم ہو۔

”اور دوسرے طور پر جو ہمدردی بنی نوع سے متعلق ہے اس آیت (اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى) کے یہ معنی ہیں کہ اپنے بھائیوں اور بنی نوع سے عدل کرو اور اپنے حقوق سے زیادہ ان سے کچھ تعرض نہ کرو اور انصاف پر قائم رہو۔ اور اگر اس درجہ سے ترقی کرنی چاہو تو اس سے آگے احسان کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تو اپنے بھائی سے بدی کے مقابل نیکی کرے اور اس کے آزار کے عوض میں تو اس کو راحت پہنچاوے اور مروّت اور احسان کے طور پر دستگیری کرے۔

پھر بعد اس کے ایتاءِ ذی القربیٰ کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تو جس قدر اپنے بھائی سے نیکی کرے یا جس قدر بنی نوع کی خیر خواہی بجالاوے اس سے کوئی اور کسی قسم کا احسان منظور نہ ہو بلکہ طبعی طور پر بغیر پیش نہاد کسی غرض کے وہ تجھ سے صادر ہو جیسی شدتِ قرابت کے جوش سے ایک خویش دوسرے خویش کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ سو یہ اخلاقی ترقی کا آخری کمال ہے کہ ہمدردئ خلائق میں کوئی نفسانی مطلب یا مدعا یا غرض درمیان نہ ہو بلکہ اخوت و قرابتِ انسانی کا جوش اس اعلیٰ درجہ پر نشوونما پا جاوے کہ خود بخود بغیر کسی تکلّف کے اور بغیر پیش نہاد رکھنے کسی قسم کی شکر گزاری یا دعا یا اور کسی قسم کی پاداش کے وہ نیکی فقط فطرتی جوش سے صادر ہو۔

عزیزو! اپنے سلسلہ کے بھائیوں سے جو میری اس کتاب میں درج ہیں باستثناء اس شخص کے کہ بعد اس کے خدا تعالیٰ اس کو رد کر دیوے خاص طور سے محبت رکھو اور جب تک کسی کو نہ دیکھو کہ وہ اس سلسلہ سے کسی مخالفانہ فعل یا قول سے باہر ہو گیا تب تک اس کو اپنا ایک عضو سمجھو لیکن جو شخص مکاری سے زندگی بسر کرتا ہے اور اپنی بدعہدیوں یا کسی قسم کے جور و جفا سے اپنے کسی بھائی کو آزار پہنچاتا ہے یا دساوس و حرکات مخالفِ عہد بیعت سے باز نہیں آتا وہ اپنی بدعملی کی وجہ سے اس سلسلہ سے باہر ہے اس کی پرواہ نہ کرو۔

چاہیئے کہ اسلام کی ساری تصویر تمہارے وجود میں نمودار ہو اور تمہاری پیشانیوں میں اثر سجود نظر آوے اور خدا تعالیٰ کی بزرگی تم میں قائم ہو ..... توحید پر قائم رہو اور نماز کے پابند ہو جاؤ اور اپنے مولیٰ حقیقی کے حکموں کو سب سے مقدم رکھو اور اسلام کے لئے سارے دکھ اٹھاؤ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ“ (ازالہ اوہام صفحہ ۸۲۳ تا ۸۲۵)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲ر اکتوبر ۱۹۶۶ء

یقین کے تین مدارج

صدیقی صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

"اب اگر تجدید و احیائے دین کا کوئی علمبردار اجتماعی زندگی کی ان جکڑبندیوں اور ان کے اخلاقی مفاسد کو نظر انداز کر کے عوام کو مذہبی طرزِ زندگی اختیار کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ تو وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اسے اپنی اس مقدس دعوت کے ساتھ ساتھ ان مفاسد پر بھی ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے کہ وہ ان جکڑبندیوں کو کس طرح ڈھیلا کر سکتا ہے۔ تاکہ لوگوں کے ضمیر اور ان کی روح آزاد ہو اور وہ خارجی دباؤ کے تحت نہیں بلکہ باری تعالےٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے رزقِ حلال کی تلاش کریں اور حرام خوری سے دستکش ہوں۔" (ترجمان القرآن ستمبر ۱۹۶۶ء صفحہ ۴۲)

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

"جب جاہلیت کسی قوم پر یلغار کر کے اس کے پورے نظامِ زندگی میں سرایت کر جائے تو اس وقت سب سے پہلے جاہلیت کے زور کو توڑنے کے لئے اس کے ساتھ پنجہ آزمائی کرنی پڑتی ہے۔ اور یہ کام اسی صورت میں کیا جا سکتا ہے۔ جب ہمیں اس کی قوت کا پوری طرح اندازہ ہو۔ اس کے کمزور محاذوں کا اچھی طرح علم ہو۔ اس کے حملوں کی تکنیک اور اس کی سازشوں کے انداز سے پوری پوری واقفیت ہو۔ اور پھر اس وقت کا مقابلہ کرنے کا عزم اس سے نبرد آزما ہونے کا حوصلہ اور تدبر ہو۔ وقت کے تقاضوں کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ ایک مجدد کو اس دین اور مذہب کے اندر بھی گہری بصیرت حاصل ہونی چاہیئے جس کی تجدید کا عزم لیکر وہ اٹھتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ اس دین اور مذہب کے مقصد و منہاج اس کے مزاج اس کے تاریخی ارتقاء کو کما حقہ نہیں سمجھتا تو وہ تجدید کے نازک فرض کو حسنِ نیت اور اخلاص کے باوجود بخوبی سرانجام نہیں دے سکتا۔"

(ترجمان القرآن ستمبر ۱۹۶۶ء صفحہ ۴۳-۴۴)

حالانکہ اصل چیز ایمان باللہ ہے ورنہ زمانے کی جکڑبندیاں ڈھیلا کرنے کا تو کوئی ذریعہ ہی نہیں۔ اگر ایمان قائم نہ ہو۔ تو یہ جکڑبندیاں ڈھیلی ہو ہی نہیں سکتیں۔ اور نہ کبھی انسان ان سے آزاد ہو کر محض خوشنودیٔ خدا کے لئے کوئی عمل کر سکتا ہے۔ یہ بات تو اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے۔ جب اس کی جڑ پر کلہاڑا مارا جائے اور نہ صرف دیندار طبقہ میں بلکہ ایک دہریہ کے لئے بھی اللہ تعالےٰ کے وجود کا یقینی ثبوت مہیا کیا جائے۔ وجود باری تعالےٰ کا ایسا یقینی ثبوت آج کل کے ذہن کے مطابق مہیا کرنا لازمی ہے ورنہ لاکھوں مجددین دلائل کے انبار لگاتے چلے جائیں۔ کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔

صرف اس زمانے کے تعلق ہی میں نہیں بلکہ اسلام اسی نقطہ سے شروع ہوتا ہے، چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ۔ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ۔

یہ ہے تمام زمانوں کی جہالتوں کا واحد علاج جو اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کے آغاز ہی میں بتا دیا ہے۔ اسی ایک ناخن سے ہی قدیم و جدید جاہلانہ تہذیبوں کی الجھنیں نکل سکتی ہیں۔

الغرض جب تک ایک مجدد کو اللہ تعالےٰ کے وجود پر حق الیقین نہ ہو بلکہ جب تک وہ دوسروں میں بھی حق الیقین نہ پیدا کر سکتا ہو۔ اس کی نگاہ خواہ کتنی گہری ہو۔ وہ خواہ کتنا ہی بڑا سائنسدان اور علم دین کا ماہر کیوں نہ ہو۔ وہ فیضی اور ابوالفضل تو بن سکتا ہے مگر مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ یا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ نہیں بن سکتا۔ یہ لوگ وہ تھے جنہوں نے اللہ تعالےٰ کو اس طرح محسوس کیا ہے۔ جس طرح ایک سائنسدان تجربہ اور مشاہدہ سے کسی سائنسی حقیقت کو محسوس کرتا ہے۔ جس طرح آم کا مزہ اس کو چکھ کر ہی محسوس ہوتا ہے اسی طرح ان ربّانی شخصیتوں کو اللہ تعالےٰ کے وجود کا احساس ہوتا ہے۔ ایک نبی اور ایک مجدد کو یہ تجرباتی اور مشاہداتی یقین مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ حق الیقین تمام انبیاء علیہم السلام کو حاصل تھا۔ اس لئے یہ یقین جب تک خود مجددین کو بھی حاصل نہ ہو۔ نہ تو ان کے نزدیک وجود باری تعالےٰ کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ اور نہ گزشتہ انبیاء علیہم السلام کی نبوت اور رسالت ثابت ہو سکتی ہے۔

آج کوئی دہریہ اس زمانے کا مادہ پرست دوسرے قانونوں پر محض اسلامی قانون کی برتری دیکھ کر یا محض یہ سنکر کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ قانون اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اس بنیادی مرض سے شفا نہیں پا سکتا۔ جو زمانۂ حال کی جہالت کا حقیقی سبب ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ کوئی مجدد مجدد نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو اپنے تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت نہ کر سکے۔ کیونکہ جو مجدد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے منکر ہو وہ مجدد تو کیا متجدد بھی نہیں ہو سکتا۔ آج دنیا آسمان کے پانی کو ترس رہی ہے۔ اور یہ پانی مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے نہ تو دنیا کے علوم میں گہری نظر اور نہ علوم دینیہ کی مہارت یہ چیز دے سکتی ہے۔

مودودی صاحب اور صدیقی صاحب نے مجدد کی جو خوبیاں اور صفات بیان فرمائی ہیں، حقیقت یہ ہے کہ ان خوبیوں اور صفات کو ایک لاکھ سے ضرب بھی دی جائے اور مجدد میں لازمی قرار دی جائیں۔ تو پھر بھی ایسا شخص مجدد نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس کو خود غیب پر حق الیقین نہ ہو۔ اور وہ دوسروں میں ایسا حق الیقین نہ پیدا کر سکے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حق الیقین کی کئی جگہ وضاحت فرمائی ہے اور بتایا ہے کہ علم الیقین عین الیقین اور حق الیقین میں کیا فرق ہے۔

یہ یقین کے تین مدارج ہیں۔ آپ نے تینوں کی یہ مثال دی ہے کہ مثلاً ایک جگہ دھواں نظر آتا ہے۔ علم الیقین یہ ہے کہ دھواں دیکھ کر ہم یقین کر لیں کہ وہاں آگ جل رہی ہے یہ عین الیقین ہوگا۔ اور ہم وہاں جا کر اپنی آنکھوں سے آگ جلتی ہوئی دیکھ لیں۔ حق الیقین یہ ہے کہ ہم آگ میں مثلاً ہاتھ ڈال کر معلوم کریں کہ واقعی یہ آگ ہے جو جلاتی ہے۔ علم الیقین یقین کا سب سے کمزور درجہ ہے۔ دھوئیں کی بجائے دھند بھی ہو سکتی ہے۔ عین الیقین اس سے اوپر کا درجہ ہے۔ مگر یہ درجہ بھی حق الیقین سے نچلا درجہ ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلامی اصول کی فلاسفی میں فرماتے ہیں:۔

"جاننا چاہیئے کہ قرآن شریف نے علم تین قسم پر قرار دیا ہے۔ علم الیقین عین الیقین حق الیقین۔ جیسا کہ ہم پہلے اس سے سورۃ الھٰکم التکاثر کی تفسیر میں ذکر کر چکے ہیں اور بیان کر چکے ہیں کہ علم الیقین وہ ہے کہ شئے مقصود کا کسی واسطہ کے ذریعہ سے نہ بلاواسطہ پتہ لگایا جاوے۔ جیسا کہ ہم دھوئیں سے آگ کے وجود پر استدلال کرتے ہیں۔ پر آگ کو دیکھا نہیں مگر دھوئیں کو دیکھا ہے کہ جس سے ہمیں آگ کے وجود پر یقین آیا۔ سو یہ علم الیقین ہے اور اگر ہم نے آگ کو ہی دیکھ لیا ہے۔ تو یہ بموجب بیان قرآن شریف یعنی سورۃ الھٰکم التکاثر کے علم کے مراتب میں سے عین الیقین کے نام سے موسوم ہے۔ اور اگر ہم اس آگ میں داخل بھی ہو گئے ہیں۔ تو اس علم کے مرتبہ کا نام قرآن شریف کے بیان کی رو سے حق الیقین ہے۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۸۰)

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

"عقلی دلائل جو صحیح مقدمات سے مستنبط ہوئے ہوں بلاشبہ علم الیقین تک پہنچاتے ہیں۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ آیات مندرجہ ذیل میں اشارہ فرماتا ہے۔ جیسا کہ وہ کہتا ہے۔

اِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِينَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

یعنی جب دانشمند اور اہلِ عقل انسان زمین اور آسمان کے اجسام کی بناوٹ میں غور کرتے اور رات اور دن کی کمی بیشی کے موجبات اور علل کو نظر عمیق سے دیکھتے ہیں۔ انہیں اس نظام پر نظر ڈالنے سے خدا تعالےٰ کے وجود پر دلیل ملتی ہے۔ پس وہ زیادہ انکشاف کے لئے خدا سے مدد چاہتے ہیں۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۸۳-۱۸۴)

"قرآن کریم حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا ذریعہ ہے"

(المسیح الموعودؑ)

قرآن کریم کے پانچ عظیم الشّان اوصاف

(محترم شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم۔ اے ربوہ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اِس کلامِ پاک کو "شجرۂ طیبہ" سے تشبیہ دیتا ہوُا اس کی تعریف میں فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝

(ابراہیم ع۴)

ترجمہ:۔ اے مخاطب کیا تُونے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کِس طرح ایک پاک کلام کے متعلق حقیقتِ حال کو بیان کیا ہے وہ ایک پاک درخت کی طرح ہوتا ہے جس کی جڑ (مضبوطی کیساتھ) قائم رہتی ہے اور اس کی (ہر ایک) شاخ آسمان کی بلندی میں (پہنچی ہوتی) ہے۔ وہ ہر وقت اپنے رب کے اذن سے اپنا تازہ پھل دیتا ہے اور لوگوں کے لئے (ان کی ضرورت کی) تمام باتیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ (تفسیر صغیر)

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دیگر تعلیمات کے مقابل پر قرآن کریم میں بیان کردہ تعلیمات کی برتری، افضلیت اور ان کی لامتناہی افادیت اور فیوض و برکات کو واضح فرمایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ قرآن مجید ہی ایک ایسی روحانی کتاب ہے جس پر عمل کرکے انسان روحانی بلندیوں تک پہنچ کر اس کے تازہ بتازہ پھل حاصل کرسکتا ہے کیونکہ زندہ خدا کے زندہ نشانات خدا کے فضل سے صرف اسی تعلیم پر عمل پیرا ہونے سے ملتے ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفسیر کبیر میں بیان فرمایا ہے کہ اس آیت میں کلمہ طیّبہ یعنی خدا تعالیٰ کے تازہ اور محفوظ کلام کی جو انسانی دستبرد سے پاک ہو اور جس پر عمل پیرا ہو کر ایک انسان خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہو یہ پانچ علامات بیان کی گئی ہیں کہ وہ شجرہ طیبہ کی طرح ہو (۱) طیّب ہو یعنی اس کی ظاہری شکل و صورت جاذب ہو۔ لذیذ، پاکیزہ، خوبصورت، شیریں، شاندار اور خوبیوں میں دیگر تعلیمات سے فائق ہو۔

(۲) اس کی جڑ مضبوط گڑی ہوئی ہو۔

(۳) اس کی شاخیں آسمان میں پھیل رہی ہوں۔

(۴) وہ پھل ہر وقت دے رہا ہو۔ اور (۵) اس کا پھل دینا اللہ تعالیٰ کے اذن کے تحت ہو۔

جب ہم قرآن مجید پر غور کرتے ہیں تو اس میں خدا کے فضل سے یہ پانچوں اوصاف موجود پاتے ہیں۔

(۱) قرآن مجید کی تعلیمات طیب یعنی لذیذ، پاکیزہ، خوبصورت، شیریں، شاندار اور خوبیوں میں دیگر تعلیمات سے افضل ہیں اس کا طرزِ بیان نہایت پاکیزہ ہے اس میں ہر بات نہایت مناسب اور موزوں الفاظ میں ادا ہوتی ہے خواہ کتنا ہی نازک مسئلہ بیان کیا جا رہا ہو۔ اس کی سلاست اور روانی بے مثال۔ مضامین ہمہ گیر اور معانی و مطالب دلکش اور جاذب ہیں ان پر عمل کرنے والا انسان کبھی اُکتاتا نہیں بلکہ اس کی شیرینی سے لُطف اندوز ہوتا ہے۔

(۲) اصلھا ثابت (اس کی جڑ مضبوطی کے ساتھ قائم ہو) کسی درخت کی جڑ مضبوط ہونے سے مُراد یہ ہوتی ہے کہ

- وہ درخت زندہ ہو اور زمین سے برابر غذا حاصل کر رہا ہو۔ خدا تعالیٰ کا کلام جو تازہ ہو اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے اپنی غذا لے رہا ہو وہ ہر زمانہ اور ہر دور کی ضرورتوں کو پورا کر رہا ہوتا ہے اور کسی زمانہ میں بھی کوئی دقّت پیش نہیں آتی جس کا حل اس میں موجود نہ ہو۔
- وہ درخت اپنی جگہ سے ہلے نہیں اسلام کی تعلیمات مرورِ زمانہ سے بدلتی نہیں کیونکہ یہ مضبوط اصولوں پر قائم ہیں۔
- وہ درخت پھلے پھولے یعنی قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کرنیوالی ایک مخلص جماعت ہوگی جس کے اندر وہ تعلیمات پرورش پائیں گی اور پھل دیں گی۔
- درخت کا تنا اتنا مضبوط ہو کہ وہ صدمہ سے جُھک نہ جائے اسلام کی تعلیمات کِسی قسم کے اعتراض اور نقطہ چینی سے اثر قبول نہیں کرتیں۔
- اس کا منبع ایک ہو۔ قرآنِ کریم کا منبع فقط ایک ہے یعنی خدا تعالیٰ۔ دنیوی علوم بالعموم اِدھر اُدھر سے خوشہ چینی کا نتیجہ ہوتے ہیں مگر کلامِ الٰہی جو تازہ پاکیزہ اور انسانی دستبرد سے پاک ہو اس کا منبع فقط اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے۔

یہ سب اوصاف قرآنِ مجید میں پائے جاتے ہیں۔

(۳) فرعھا فی السماء (اس کی شاخ بلندئ آسمان تک پہنچی ہوتی ہے) اس سے مُراد یہ ہے کہ

- اس پر عمل پیرا ہو کر انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے۔
- وہ تفصیلاتِ شریعت کو مکمل طور پر بیان کرتی ہے اس میں اخلاقی۔ مذہبی اور روحانی غرضیکہ ہر ضرورت کے لئے تعلیم موجود ہے۔
- اس تعلیم سے ہر فطرت کا انسان اپنی بساط کے مطابق فائدہ اُٹھا سکتا ہے کیونکہ جس درخت کی شاخیں پھیلی ہوئی ہوں اس کے سایہ کے نیچے بہت سے لوگ بیٹھ سکتے ہیں اور اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

(۴) تؤتی اکلھا کلّ حین (وہ ہر وقت تازہ پھل دیتا ہے)۔

زندہ کلامِ الٰہی کی علامت ہے کہ اس کے ماننے والوں میں سے ہر دور اور ہر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوتے ہیں جو خدا رسیدہ ہوں اور جن کے ہاتھ پر زندہ خدا کے تازہ بتازہ نشانات ظاہر ہوتے ہوں نیز یہ کہ اسکی افادیت اپنے اندر دوام رکھتی ہے اور اسپر عمل پیرا ہو کر ہر زمانہ میں کامل انسان پیدا ہوتے ہیں۔ قرآن کریم کی تعلیمات کو ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف ان پر عمل پیرا ہو کر حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم روحانی آسمانوں کی بلندیوں تک جا پہنچے آپؐ نے وہ مقام حاصل کیا جو آج تک کسی فردِ بشر کو نصیب نہ ہوُا اور نہ آئندہ ہوگا۔ اور آپؐ کی تائید میں بے شمار نشانات ظاہر ہوئے جو اسلامی تعلیمات کی افضلیت اور زندہ خدا سے زندہ تعلق کی دلیل ہیں۔

پھر اس زمانہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم اور غلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چل کر حضورؐ کی کامل اتباع میں اور حضورؐ میں مکمل طور پر کھوئے جاکر حضورؐ کے طفیل اسلام کے تازہ بتازہ پھل کھائے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب بنے جن کی تائید میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار نشانات دکھائے اور جن کا سلسلہ خدائی وعدوں کے مطابق قیامت تک جاری رہیگا۔ انشاء اللہ۔

(۵) باذن ربّھا (وہ پھل اللہ تعالیٰ کے اذن سے دیتا ہے)۔

عام درخت طبعی طور پر پھل دیتے ہیں موسم کے آتے ہی ان میں پھل لگنا شروع ہو جاتا ہے مگر کلمہ طیبہ کا درخت اس وقت پھل دیتا ہے جب اللہ تعالیٰ کا اذن ہو دنیا میں موجود تو سبھی لوگ ہوتے ہیں مگر باذن ربّھا اس سے پھل خدا کے منشاء کے مطابق سعید روحیں ہی حاصل کرتی ہیں جسے اللہ ہدایت دے صرف وہی اس سے مستفید ہوتا ہے۔

قرآنِ مجید پر عمل کرنے سے طبعی پھل بھی ملتا ہے اور شرعی پھل بھی مثلاً جو شخص سچ بولے اسے دنیوی وقار بھی حاصل ہوتا ہے جو طبعی پھل ہے اور اللہ تعالیٰ کا خاص فضل بھی اس پر نازل ہوتا ہے جو سچ بولنے کا شرعی پھل ہے۔

لعلّھم یتذکرون میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ یہ باتیں وہمی اور خیالی

نہیں۔ جو چاہے تجربہ کر کے دیکھ سکتا اور اسلام کے پھل سے لطف اندوز ہو سکتا ہے بشرطیکہ نہایت تذلل سے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۴۶۲ تا ۴۷۵)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام آیت محولہ بالا کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے ایمانی کلمہ کی تین علامات بیان فرماتے ہیں:۔

"وہ ایمانی کلمہ جو ہر ایک افراط اور تفریط اور نقص اور خلل اور کذب اور ہزل سے پاک اور من کل الوجوہ کامل ہو اس درخت کے ساتھ مشابہ ہے جو ہر ایک عیب سے پاک ہو جس کی جڑھ زمین میں قائم اور شاخیں آسمان میں ہوں اور اپنے پھل کو ہمیشہ دیتا ہو اور کوئی وقت اس پر نہیں آتا کہ اس کی شاخوں میں پھل نہ ہوں۔

اس بیان میں خدا تعالیٰ نے ایمانی کلمہ کو ہمیشہ پھلدار درخت سے مشابہت دے کر تین علامتیں اسکی بیان فرمائی ہیں۔

اوّل یہ کہ جڑھ اس کی جو اصل مفہوم سے مراد ہے انسان کے دل کی زمین میں ثابت ہو یعنی انسانی کانشنس نے اس کی حقانیت اور اصلیت کو قبول کر لیا ہو۔

دوسری علامت یہ ہے کہ اس کلمہ کی شاخیں آسمان میں ہوں یعنی معقولیت اپنے ساتھ رکھتا ہو اور آسمانی قانونِ قدرت جو خدا کا فعل ہے اس فعل کے مطابق ہو مطلب یہ ہے کہ اس کی صحت اور اصلیت کے دلائل قانونِ قدرت سے مستنبط ہو سکتے ہوں اور نیز یہ کہ وہ دلائل ایسے اعلیٰ ہوں کہ گویا آسمان میں ہوں جن تک اعتراض کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا۔

تیسری علامت یہ ہے کہ وہ پھل جو کھانے کے لائق ہو دائمی اور غیر منقطع ہو یعنی عملی مزاولت کے ساتھ اس کی برکات و تاثیرات ہمیشہ اور ہر زمانہ میں مشہود اور محسوس ہوتی ہوں یہ نہیں کہ کسی خاص زمانہ تک ظاہر ہو کر پھر آگے بند ہو جائیں۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی)

(روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۹۰)

شریعت ایک مذہب کے پیروؤں کے لئے راہِ عمل متعین کرتی ہے اسلام کے سوا دیگر مذاہب پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی تائید میں یا تو خدائی نشانات کے پرانے قصے دہراتے ہیں جن کی اس زمانہ میں کوئی مثال نہیں ملتی اور یا 'نجات' کے لفظی وعدوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ ان کی تائید میں ہر زمانہ کے ماننے والوں کے لئے خدا تعالیٰ کے تازہ بتازہ نشان نہیں ہوتے جنہیں دیکھ کر وہ اس امر کا اندازہ کر سکیں کہ فی الواقعہ یہ مذہب سچا ہے اور اس کی شریعت پر عمل کرنے سے خدا مل جاتا ہے۔ فقط اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کی شریعت کامل ہے۔ اور جس میں خدا کے فضل سے ہر زمانہ میں زندہ خدا کے زندہ نشانات ہمیں نظر آتے ہیں جو اس امر کا یقینی ثبوت ہیں کہ اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ایک انسان خدا تعالیٰ کے فضل سے اسے پا لیتا ہے اور یہی مذہب کی اصل غرض و غایت ہے۔

اس سلسلہ میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ماسوا اس کے سچائی کے خود انوار و برکات ہوتے ہیں یہ بھی تو دیکھنا چاہیئے کہ وہ نشانات اور انوار و برکات کس خدا کو مان کر ملتے ہیں اور کس دین میں پائے جاتے ہیں۔۔۔

۔۔۔ اس معیار پر اسلام اور دوسرے مذاہب کی سچائی اور حقیقت کا بہت جلد پتہ لگ جاتا ہے میں سچ کہتا ہوں کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی تاثیرات اور انوار اور برکات کے لئے کسی گزشتہ قصہ کا حوالہ نہیں دیتا۔ اور نہ صرف آئندہ کے وعدہ ہی پر رکھتا ہے بلکہ اسکے پھل اور آثار ہر وقت اور ہر زمانہ میں پائے جاتے ہیں اور اسکا دنیا میں ایک سچا مسلمان ان ثمرات کو کھا لیتا ہے۔" (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۲۱۴)

اللہ تعالیٰ کے تازہ بتازہ نشانات کو دیکھ کر جس شخص کے دل میں اللہ تعالیٰ سے محبت پیدا ہو جائے وہ ایک عجیب قسم کی تسکین اور راحت محسوس کرتا ہے جو محض اسلام کے ساتھ مختص ہے اس کا ذکر فرماتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"آج جس قدر مذاہب موجود ہیں ان میں کوئی بھی مذہب بجز اسلام کے ایسا نہیں جو اعتقادی اور عملی غلطیوں سے مبرّا ہو وہ سچا اور زندہ خدا جس کی طرف رجوع کر کے انسان کو حقیقی راحت اور روشنی ملتی ہے جس کے ساتھ تعلق پیدا کر کے ایک انسان اپنی گناہ آلود زندگی سے نجات پاتا ہے وہ اسلام کے سوا مل نہیں سکتا۔ یہی پہلا زینہ ہر قسم کی روحانی ترقیوں کا ہے۔ اگر اس کی توفیق مل جائے تو پھر خدا اس کا اور وہ خدا کا ہو جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۲۴۳)

حضور علیہ السلام نے ان سطور میں اس 'حقیقی راحت' اور "روشنی" کو جس سے گناہوں سے نجات ملتی ہے روحانی ترقیات کا "پہلا زینہ" قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک انسان بالآخر خدا کا ہو جاتا ہے۔ اور خدا اس کا۔ اور جسے یہ نعمت مل جائے کہ وہ خدا کا ہو جائے اور خدا اس کا ہو جائے اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے اترتے ہیں۔ اور اسے خدا تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اسلام کی حقیقت اور حقانیت کی اوّل نشانی یہی ہے کہ اس میں ہمیشہ ایسے راستباز جن سے خدا تعالیٰ ہمکلام ہو پیدا ہوتے ہیں تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا (حم سجدہ) سو یہی معیار حقیقی اور سچے اور زندہ اور مقبول مذہب کا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ یہ نور صرف اسلام میں ہے دوسرے مذاہب اس روشنی سے بے نصیب

ہیں اور ان مذاہب کے بطلان کیلئے یہی دلیل ہزار دلائل سے بڑھ کر ہے کہ مردہ ہرگز زندہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور نہ اندھا سوجاکھے کے ساتھ پورا اتر سکتا ہے۔ (نعم ما قیل)

؎ کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشان دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے"

(الحکم ۲۴ر مئی ۱۹۰۱ء)

پس سچا اور کامل مذہب جو انسان کو خدا سے ملا دیتا اور اسکے دل کو نورِ عرفان سے بھر دیتا ہے جس سے خدا اس کا اور وہ خدا کا ہو جاتا ہے فقط اسلام ہے۔ اور وہ شریعتِ کاملہ

- جو خدا تعالیٰ کی طرف راہنمائی کرتی اور اس سے واصل کر دیتی ہے۔
- جس کی جڑ مضبوطی سے قائم ہے۔
- جس کی شاخیں آسمان میں پھیل رہی ہیں۔
- اور جو ہر وقت پھل دیتی ہے۔

وہ قرآن کریم ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو قرآن شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا ذریعہ ہے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۸۱)

نیز ارشاد فرماتے ہیں:۔

"مسلمانوں کو چاہیئے تھا اور اب بھی ان کے لئے ضروری ہے کہ اس چشمہ (قرآن) کو عظیم الشان نعمت سمجھیں اور اس کی قدر کریں۔ اس کی قدر یہی ہے کہ اس پر عمل کریں۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۸۲)

اور قرآن مجید کی قدر کرتے ہوئے اس پر عمل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم قرآن مجید کے علوم و مطالب سے آگاہ ہوں جس کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے منشاء کے مطابق جماعتی طور پر بہت بڑے پیمانہ پر اور منظم طریق پر مسلسل جد و جہد کی ضرورت ہے یہاں تک کہ ہم میں سے ہر فرد قرآن مجید کے مطالب سے واقف ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید کے معارف سے مالا مال کرے اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے اور قرآنِ مجید کے برکات اور اس کے پھلوں سے ہمیشہ متمتع کرتا رہے۔ آمین۔

مرکزی اجتماع انصار اللہ (۲۸، ۲۹، ۳۰ر اکتوبر) میں احباب بکثرت شرکت فرماویں

(قائد عمومی انصار اللہ مرکزیہ)

حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل رضی اللہ عنہ کی یاد میں

(مکرم داؤد طاہر صاحب بی اے ربوہ)

زندگی کس قدر ناپائیدار ہے اس سے قبل بارہا اس امر کا مشاہدہ ہو چکا تھا۔ مگر آج حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل رضی اللہ عنہ کی اچانک وفات نے اس احساس کو قوی تر کر دیا ہے ابھی چوبیس گھنٹے بھی تو نہیں گذرے۔ کل ہی کی بات ہے دوپہر کے قریب میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا بظاہر وہ بالکل ٹھیک ٹھاک تھے۔ ہاں گذشتہ چند روز سے بازوؤں سینہ اور پیٹ میں درد کی جو شکایت انہیں تھی اس کا کچھ اثر باقی تھا۔

حضرت قاضی صاحب رضی اللہ عنہ سے میری واقفیت کا عرصہ بہت مختصر ہے لیکن اس مختصر سے تعلق کے باوجود میرے دل و دماغ پر ان کی یاد کے انمٹ نقوش مرتسم ہو چکے ہیں۔ میرے ابا جان محترم مولانا محمد یعقوب صاحب طاہر مرحوم و مغفور سابق انچارج صیغہ زود نویسی کے آپ کے ساتھ لمبی مدت سے گہرے مراسم تھے۔ مجھے بھی دو چار دفعہ کسی کام کی غرض سے آپ کے پاس جانا پڑا اور اس طرح میرا سرسری سا تعارف ہوا۔ ابا جان کی وفات کے بعد مجھے اکثر ان کے پاس جانے کا موقع ملتا رہا۔ شروع میں وقفہ وقفہ کے بعد شرف زیارت حاصل کرتا رہا مگر پھر ان کی شخصیت نے میرے دل میں ایسا گھر کر لیا کہ جب تک دن میں ایک دفعہ بلکہ بعض اوقات دو مرتبہ ان کے پاس نہ جاتا طبیعت کچھ بے چین سی رہتی۔

پرسوں صبح کی بات ہے۔ ان کے لئے دوا لانے کی سعادت مجھے حاصل ہوئی۔ دوا تو میں نے پہنچا دی مگر ہسپتال کی پرچی میرے پاس ہی رہ گئی۔ حضرت قاضی صاحب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ "وہ پرچی کسی وقت مجھے لا دیں۔ شاید پھر کبھی دوا منگوانے کی ضرورت ہو"۔ ارشاد کی تعمیل میں میں کل صبح حاضر ہوا۔ شاید اس خیال سے کہ میرے وقت کا ضیاع ہو رہا ہے۔ آپ نے بڑے شفقت بھرے لہجہ میں فرمایا "دیکھیں اپنی پڑھائی کی طرف خاص توجہ دیں۔ ان چھوٹی موٹی باتوں کی پرواہ نہ کیا کریں۔ یہ تو پھر بھی ہوتی رہیں گی ۔۔۔" میں نے اس بات سے کچھ اور تاثر قبول کیا اور سوچا کہ جب تک یہاں ہوں ایک دن چھوڑ کے ان کے پاس جایا کروں گا مگر مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ ہماری آخری گفتگو ہے۔ اس کے بعد جب میں ان کے پاس جاؤں گا تو اس حالت میں کہ ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہوگی۔ میں نہیں جانتا تھا کہ ان کے ساتھ یہ میری آخری ملاقات ہے اور میں ان کی شفقت ان کی محبت اور ان کی دعاؤں سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاؤں گا۔

حضرت قاضی صاحب رضی اللہ عنہ کو خدا تعالیٰ کے فضل سے بیش بہا دینی نعمتیں حاصل تھیں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ خلافت اولیٰ و ثانیہ کے دوران آپ کو عظیم جماعتی خدمات سرانجام دینے کے گراں بہا مواقع نصیب ہوئے۔ اور پھر خلافت ثالثہ کا کچھ زمانہ بھی آپ نے دیکھا۔ آپ کی شخصیت بڑی پُرکشش تھی۔ آپ کی مجلس میں ہر طبقہ کے لوگ بیٹھتے تھے۔

مکرم مرزا عبدالحمید صاحب ریٹائرڈ کارکن صدر انجمن احمدیہ نے ایک دفعہ میری موجودگی میں حضرت قاضی صاحب رضی اللہ عنہ کے سامنے ان کی زندگی کا ایک واقعہ دہراتے ہوئے بیان کیا کہ ایک دفعہ آپ نے ایک نظم لکھی جس کا عنوان تھا ع

مقبرہ میں مجھے تھوڑی سی زمیں مل جائے

یہ نظم الفضل میں شائع ہوئی۔ اتفاقاً ان اشعار کی اشاعت کے کچھ عرصہ بعد ہی آپ شدید طور پر بیمار ہو گئے۔ انہی دنوں ایک شام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ اور حضرت قاضی صاحب رضی اللہ عنہ کی چارپائی کے قریب ہی کرسی پر بیٹھ گئے اور مسکراتے ہوئے پوچھا۔ "کیوں قاضی صاحب ابھی مقبرہ جانے کی تیاری کر لی؟"

پارٹیشن کے بعد تقریباً آٹھ نو سال آپ لاہور میں ہی تشریف فرما رہے اور اس کے بعد غالباً ۱۹۵۶ء میں حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے خصوصی ارشاد پر ربوہ تشریف لائے اور پھر اس خاک سے انہیں ایسا انس ہوا کہ لمحہ بھر کے لئے بھی تو اس سے جدا ہونا آپ نے گوارا نہیں فرمایا۔ بس اسی کے ہو کر رہ گئے

حضور رضی اللہ عنہ کی شفقت سے انہوں نے وافر حصہ پایا تھا۔ چنانچہ حضور رضی اللہ عنہ نے ان کی رہائش کے لئے علیحدہ مکان مہیا فرمایا جس میں آپ تا وفات قریباً دس سال کا عرصہ قیام پذیر رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی وفات پر آپ کی آخری زیارت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت قاضی صاحب رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں

"۸ نومبر کی صبح کو زائرین کا تانتا لگ گیا۔ میں بیمار و ناتواں، میرے دل کی تڑپ رنگ لائی اور ایک کار ۹ نومبر میرے لئے بھجوائی گئی تا میں آخری زیارت سے مشرف ہو سکوں۔ میں سرہانے کھڑا ہوا اور میں نے آواز سے کہا یہ وہ لب ہیں جن سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جبین مبارک پر بوسے کا شرف عالم وارفتگی میں حاصل کیا تھا اب حضور کی پیشانی پر بوسہ دیتا ہوں۔ طبت حیاً و میتاً کہا اور اللھم ارفع مقامہ فی الجنۃ کہا اور واپس لوٹ آیا" (الفرقان: فضل عمر نمبر)

حضرت قاضی صاحب رضی اللہ عنہ جہاں اپنے ہم عمر ساتھیوں کے لئے ایک مخلص ہمدرد دوست تھے وہاں اپنے پاس اٹھنے بیٹھنے والے نوجوانوں کے لئے ایک شفیق باپ کی حیثیت رکھتے تھے میں ان کے ساتھ کسی حد تک بے تکلف ہو چکا تھا ہمارے گھریلو معاملات کے متعلق بڑی دلچسپی کے ساتھ اکثر دریافت فرماتے رہتے اور اگر کوئی معاملہ مشورہ طلب ہوتا تو مناسب رنگ میں راہنمائی بھی فرماتے۔ میرے ساتھ ان کا سلوک ایسا ہی تھا جیسا ایک ہمدرد باپ کا اپنے عزیز بچے کے ساتھ۔ مجھے یاد ہے گذشتہ عید الفطر کے موقعہ پر کچھ رقم دیتے ہوئے آپ فرمانے لگے "معلوم نہیں آپ کے ابا آپ کو کتنی عیدی دیا کرتے تھے میں گھر میں بچوں کو اتنی ہی عیدی دیتا ہوں۔ آپ بھی تو اپنے عزیز ہیں۔ یہ آپ کی عیدی ہے" قطع نظر اس کے کہ وہ رقم کتنی تھی آپ اس لطف و کرم کا اندازہ لگا سکتے ہیں جس کا میں حصہ دار بنا۔

بحیثیت شاعر حضرت قاضی صاحب رضی اللہ عنہ جماعت میں بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ سلسلہ کے اخبارات و جرائد اس پر گواہ ہیں۔ اکثر جماعتی تقریبات پر آپ کی کوئی نہ کوئی نظم حاضرین کی خدمت میں پیش کی جاتی۔ آپ کی شاعری میں سلاست روانی اور قادر الکلامی کے ساتھ ساتھ سادگی بھی بدرجہ اتم پائی جاتی تھی مجھے یاد ہے گذشتہ دسمبر میں میرے ایک عریضہ کا جواب آپ نے نظم کی صورت میں ارسال کیا تھا جس کا آغاز ان اشعار سے ہوا تھا ؎

مرے پیارے داؤد طاہر سلام
محبت بھرا تیرا پہنچا پیام
خدا کا کرم شاملِ حال ہو
مبارک ہر اک ماہ ہر سال ہو

چند اور اشعار کے بعد آپ نے اختتام میں لکھا

رہے آلِ یعقوب خوش خوش تمام
ہوا ختم اکمل کا خط والسلام

کئی دوست ان سے دعا کے لئے عرض کرتے رہتے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کی دعائیں بارگاہ ایزدی میں اکثر شرف قبولیت حاصل کرتیں۔ مجھے بھی کئی دفعہ اپنے ذاتی معاملات کے متعلق ان کی خدمت میں دعا کے لئے درخواست کرنے کا موقع ملتا رہا اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا کرم تھا کہ عموماً معاملات سلجھ جاتے

آپ اپنے کمرہ میں اکیلے رہا کرتے تھے آپ کے فرزند اکبر عبدالرحمن صاحب جنید ہاشمی نے بتایا کہ گذشتہ چند روز سے آپ نے اپنے کمرے کا اندرونی دروازہ مستقل طور پر کھول رکھا تھا اور فرماتے تھے "ایسا نہ ہو کہ میں اندر ہی اندر بند رہ جاؤں اور آپ لوگ باہر سے کھٹکھٹاتے رہیں۔"

آپ نے اپنی قبر کے لئے کتبہ بھی خود ہی لکھ رکھا تھا جو اب آپ کے قلمی دیوان کے آخری صفحات سے دستیاب ہوا ہے۔ نام۔ تاریخ پیدائش وغیرہ کے بعد یہ اشعار آپ نے لکھے ہوئے ہیں۔ ؎

مہاجر الی اللہ مسلمان اکمل
مسیح محمد پہ قربان اکمل
برس گذرے چالیس تو قادیاں میں
نو ربوہ میں جاناں کو دی جان اکمل
یہ انعام نعمت ہے ربوہ کی ہجرت
خلافت کا تابع ہے ہر آن اکمل
ہے گولیکی مولد تو مدفن ہے ربوہ
مطیع خلافت ہے ہر آن اکمل
دعا ہے کہ پا جائے غفران اکمل

حضرت قاضی صاحب دبلے پتلے جسم کے مالک تھے جب میرا ان سے تعارف ہوا میں نے انہیں بیٹھے ہوئے دیکھا اور بتانے والے بتاتے ہیں کہ آپ شروع سے ہی سارے کام لیٹ کر سرانجام دیا کرتے تھے۔ قادیان میں آپ کا دفتر "قاضی صاحب کا دربار" کے نام سے مشہور تھا گاؤ تکیہ کے سہارے آپ تخت پوش پر بیٹھے رہتے دفتری کارکنان اردگرد بیٹھے کام کرتے رہتے۔ چلنے پھرنے اور سفر سے آپ عموماً گھبراتے تھے

میں نے ابا جان سے سنا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات سے لے کر ملکی تقسیم تک قریباً چالیس سال کا طویل عرصہ سوائے اس کے کہ کسی اشد مجبوری نے آپ کے اس معمول میں روک ڈالی ہو آپ روزانہ حضور کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر دعا کرتے رہے۔ ڈائری لکھنے کی بڑی پختہ عادت تھی چنانچہ نہ معلوم کب سے شروع کیا ہوا یہ سلسلہ کل ہی اختتام پذیر ہوا۔ آپ ڈائری میں خانگی نوعیت کے واقعات سے لے کر طلوع و غروب شمس کے اوقات کا ذکر فرماتے۔

اپنی خود نوشت سوانح یادداشتوں میں لکھا ہے کہ آپ کی زندگی کو ۹-۹ سال کے ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ آپ کی زندگی کا آخری نو سالہ دور وہ ہے۔ جب آپ ستمبر ۱۹۵۷ء میں ربوہ آئے اور ۹ برس مکمل کرنے کے بعد راہی ملک عدم ہوئے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔ اللھم ارفع مقامہ فی الجنۃ۔

تعلیمی کارڈ ہر خادم ساتھ لائے۔ اندراجات لکھنے والے کو خاص انعام دیا جائیگا
منتظم اشاعت سالانہ اجتماع

سیکرٹری تحریک جدید کیلئے عزم بالجزم کی ضرورت

مکرمی محمد حلیم صاحب سیکرٹری تحریک جدید گھنوکے ججہ ضلع سیالکوٹ مقامی وعدوں کے متعلق تحریر فرماتے ہیں "۳۰ اکتوبر تک انشاء اللہ تمام وصولی ہو جائے گی"۔

جب ایک دیہاتی جماعت کے سیکرٹری اس عزم کا اظہار کر سکتے ہیں تو شہری جماعت کے سیکرٹریاں پر بدرجہ اولیٰ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ صرف عزم بالجزم کی ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسکی دی ہوئی توفیق سے پورا کرنا کوئی مشکل نہیں۔ امسال ۳۰ اکتوبر تک وصولی کو سو فیصدی پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔

(وکیل المال اوّل)

مجالس خدام الاحمدیہ متوجہ ہوں

سال رواں قریب الاختتام ہے۔ مجالس کا فرض ہے کہ پوری تندہی اور توجہ کے ساتھ خدام الاحمدیہ کے چندہ جات کی وصولی کی طرف توجہ دیں اور جیسے جیسے وصولی ہوتی جائے ساتھ ساتھ مرکز میں بھجواتے رہیں۔ تاکہ اس سال کی وصولی اس سال کی آمد میں شمار ہو۔

بہت سی مجالس کی طرف سے ابھی تک ماہ ستمبر کا چندہ نہیں آیا۔ ایسی مجالس جمع شدہ رقوم تھوڑی یا زیادہ جس قدر بھی ہوں فوراً مرکز میں بھجوا دیں۔

(مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

عطیہ برائے لائبریری جماعت احمدیہ داتہ تحصیل مانسہرہ

جمعدار فقیر محمد صاحب نے بتوسط عبد الکریم صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ داتہ مبلغ یکصد روپیہ نقد بطور عطیہ پیش کرکے خاکسار سے خواہش ظاہر کی تھی کہ اس رقم کو جس طرح چاہیں خرچ کریں۔ اس رقم سے جماعت احمدیہ داتہ کی لائبریری کا قیام تجویز کیا گیا ہے۔ بزرگان سلسلہ سے درخواست دعا ہے کہ وہ جمعدار فقیر محمد صاحب کے لئے دینی اور دنیوی ترقی کے لئے دعا کریں۔

(خاکسار:- محمد عرفان اپیل نویس مانسہرہ)

مقالہ جات بھیجنے کی آخری تاریخ ... ۵ ؍ اکتوبر

بعض مجالس کی خواہش پر شعبہ تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے لکھوائے جانے والے مقالہ جات کی تاریخ بڑھا کر ۵ ؍ اکتوبر کر دی گئی ہے۔ اس سے خدام اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس انعامی مقابلہ میں شمولیت فرمائیں۔ اب یہ مقالہ جات ۵ ؍ اکتوبر تک مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو پہنچ جانے چاہئیں۔ اس کے بعد پہنچنے والا مقالہ مقابلہ میں شمار نہیں ہوگا۔

(مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

نمایاں کامیابی

میری بچی امۃ الحبیب نے محض خدا تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ اس سال سیکنڈ ایئر ایم بی۔ بی۔ ایس میں بہت اچھے نمبر دل میں کامیابی حاصل کی ہے۔ احباب دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ آئندہ بھی اس کو صحت و زندگی کے ساتھ ہمیشہ کامیاب فرما کر دین و دنیا کی خدمت کا موقع عطا فرمائے۔

راقمہ: زاہدہ ملک از میانی چنیوٹ
ہمشیرہ ملک صلاح الدین درویش۔ قادیان
ایم اے

درخواستہائے دعا

۱۔ میری بیوی خون کے دباؤ اور دل کے بڑھ جانے کی وجہ سے سخت بیمار ہے۔ حالت دن بدن تشویشناک ہوتی جا رہی ہے۔ احباب اسکی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ — منظور الحق عباسی

۲۔ خاکسار کے بھانجے مکرم عزیز نور محمد صاحب بٹ ایم۔ ایس۔ سی جرمنی سے پی ایچ۔ ڈی کرنے کے بعد عنقریب واپس آ رہے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

خاکسار خواجہ خورشید احمد سیالکوٹی
واقف زندگی

۳۔ مجھے کاروباری پریشانی ہے احباب جماعت اسکے ازالہ کے لئے دعا فرماویں۔

(محمد آمین نکانہ دار ربوہ)

ایک مخلص احمدی کی وفات

میرے خالہ زاد بھائی رسالدار مقبول احمد صاحب اظہر مورخہ ۲۰؍۹؍۶۶ اپنی مختصر چھٹی کے بعد واپس اپنی ڈیوٹی پر سیالکوٹ تشریف لے جا رہے تھے۔ گھر سے بسوں کے اڈہ پر پہنچنے کے بعد بس کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک ہارٹ فیل ہو گیا۔ اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ایک مدت سے فوجی خدمات انجام دے رہے تھے۔ اور اب ان کے ریٹائر ہونے کا وقت قریب ہی تھا۔

مرحوم مستعد اور بڑے فرض شناس سپاہی تھے۔ اعلیٰ افسران ہمیشہ ہی ان کی ذمہ دارانہ خدمات کے معترف رہے۔ مرحوم کی ملازمت کے دوران ایک دفعہ ملاقات کی غرض سے میں رسالپور گیا۔ مجھے خط بخیریت پہنچنے کا لکھنا تھا۔ میں نے ایک کاغذ مانگا کہ خط لکھنا ہے پاس ہی ایک کلرک بیٹھا تھا۔ اس نے مجھے دراز سے ایک کاغذ نکال کر پکڑا دیا۔ مرحوم نے کاغذ میرے ہاتھ میں پہنچنے سے قبل ہی تھام لیا۔ اور کلرک مذکور کو کہنے لگے "یہ کاغذ صرف اور صرف سرکاری مقاصد ہی کے استعمال کے لئے ہمارے پاس امانت ہے۔ ذاتی مقاصد میں استعمال کرنا میرے نزدیک گناہ ہے"۔ اس سے مرحوم کے تقوے کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے

مرحوم کی والدہ کوئی ڈیڑھ سال ہوا کہ اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے فوت ہو گئیں اور اس واقعہ سے کوئی تین سال قبل ان کے منجھلے بھائی رسول احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ڈنگہ بھی حرکت قلب کے بند ہو جانے سے وفات پا گئے تھے۔ مرحوم اپنے پیچھے ایک بیوہ اور ۴ لڑکیاں پسماندگان میں چھوڑ کر اس دار فانی سے رخصت ہوئے ہیں۔

مرحوم نے والد صاحب کے فوت ہو جانے کے بعد جملہ ذمہ داریاں اپنے سر پر اٹھا لیں اور بڑی مستعدی اور جوانمردی سے اپنے چھوٹے بھائیوں کی خدمت کی۔ اور انہیں محسوس تک نہ ہونے دیا کہ والد صاحب فوت ہو چکے ہیں۔ مرحوم نے اپنے بھائیوں کو پڑھایا لکھایا۔ اور ان کی شادیاں اپنے ہاتھوں انجام دیں۔

مرحوم حافظ محمد صغیر صاحب مرحوم صحابی حضرت مسیح الموعود علیہ السلام کے فرزند ارجمند تھے۔ نمازوں کی بروقت ادائیگی کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ چندہ جات میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے باقاعدہ تھے۔ احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور درجات بلند فرماوے۔ مرحوم کے بچوں اور اہلیہ کا خود کفیل ہو۔

(ڈاکٹر عطاء الرحمن سیکرٹری اصلاح و ارشاد ڈنگہ)

برائے فوری توجہ لجنات اماء اللہ

ہمارا مالی سال ۳۰ ستمبر کو ختم ہو رہا ہے۔ اسلئے تمام لجنات سے درخواست ہے کہ وہ اپنے چندہ جات ۱۰ ؍ اکتوبر سے پہلے پہلے مرکز میں بھجوا دیں۔ ۱۰ ؍ اکتوبر کے بعد وصول ہونے والی رقوم اس سال کے بجٹ میں شامل نہ ہو سکیں گی۔ نیز یاد رہے کہ ممبری بجٹ بروقت پورا کرکے دیگر چندوں میں سبقت لے جانے والی لجنات کو سالانہ اجتماع کے موقع پر علی الترتیب اوّل دوم اور سوم انعامات دئے جاتے ہیں۔

چندہ سالانہ اجتماع فی ممبر کم از کم ۸ آنے ہے۔ اس سے زیادہ دینے والے کی مرضی اور حیثیت پر منحصر ہے۔

(سیکرٹری مال لجنہ مرکزیہ ربوہ)

تیسرا بیان:- پرانی امراض میں "کیورڈیو سسٹم" کی بیمار خوراکی طاقتور اکسیروں کی تاثیر کے متعلق جناب میجر حمید احمد صاحب کلیم آف دار الصدر غربی ربوہ کا بیان ملاحظہ ہو
"میں نے آپکا تیار کردہ **پاسیلنہ کیور** کا کورس ایک کیس میں استعمال کرایا تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے .... سو فیصدی آرام آگیا"۔
بواسیر کے اس کورس کی طرح جوڑوں کے درد، پرانے سر درد، کان بہنے، دمہ، انگزیما، لیکوریا، بانجھ پن، ناسور اور آنکھوں کے ککروں اور سبز نگ کا رکے لئے بھی دس دس روپیہ کے چار خوراکی کورس نہایت موثر اور کامیاب ہیں۔ تجربہ کے لئے کم طاقت کی پہلی دو خوراکیں قیمتی تین روپیہ کافی ہیں بذریعہ منی آرڈر خرچ ڈاک بذمہ کمپنی۔ وی پی پر ڈیڑھ روپیہ ڈاک خرچ بذمہ خریدار
کیور ہومیو میڈیسن کمپنی ۳۵ کمرشل بلڈنگ مال لاہور ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی ربوہ

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جا رہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

۲۔ ان وصایا کو جو نمبر دیئے جا رہے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ یہ مسل نمبر ہیں وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے۔

۳۔ وصیت کنندگان سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

مسل نمبر ۱۸۴۷۵

میں شیخ عبدالغفور ولد شیخ فضل دین صاحب قوم شیخ تانڈگو۔ پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۳۳ء ساکن خانیوال ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ر جولائی ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے:

۱۔ ایک پختہ مکان نمبر [illegible] نزد تانڈو ہال منڈی بوریوالہ ضلع ملتان۔ مالیتی بارہ ہزار روپے صرف۔

۲۔ نقد پانچ ہزار روپیہ جو کہ میرے پاس محفوظ ہے اور کسی کاروبار میں نہیں لگا ہوا۔

میں اپنی اس کل جائداد مالیتی مبلغ ۔/۰۰۰ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اور میں ہر ایسی نئی جائداد کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دینے پر پابند ہوں گا۔ اس کے علاوہ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ بذریعہ ملازمت ۔/۱۰۵ روپے ہے۔ میں اپنی اس آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اور اگر کوئی آمد پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

نیز میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت جو میری زندگی کی آخری وصیت ہے۔ ہر حالت میں قائم ہوگی۔ اور تاریخ تحریر سے نافذ ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

(چندہ شرط اوّل ۔/۱۰/۵۰ روپے)

العبد:۔ عبدالغفور پٹواری نہر ولد حاجی شیخ فضل [illegible] صاحب مرحوم مکان نمبر ۴۲ بلاک نمبر ۱ خانیوال

گواہ شد:۔ منور احمد جاوید وصیت نمبر ۱۵۵۰۰ واقف زندگی۔ حال وارد خانیوال

گواہ شد:۔ شریف احمد صدر جماعت احمدیہ خانیوال۔

مسل نمبر ۱۸۴۷۶

میں ناصر احمد ظفر ولد محمد ابراہیم صاحب شاد قوم ککھڑ پیشہ ملازمت عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی ساکن ریلوے کالونی خانیوال ڈاک خانہ خانیوال ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ ۶۶/۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو بذریعہ سرکاری ملازمت ۔/۱۷۰ روپے ماہوار ہے۔ میں اپنی اس ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اس کے بعد اگر کوئی جائداد پیدا کروں۔ یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے پر میری جو جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت جو کہ میری آخری وصیت ہے۔ ہر حالت میں قائم ہوگی۔ اور تاریخ تحریر سے نافذ ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

(چندہ شرط اوّل ۵۰۔۲ روپے)

العبد:۔ ناصر احمد ظفر بقلم خود۔ ریلوے کالونی خانیوال۔ ضلع ملتان۔

گواہ شد:۔ منور احمد جاوید وصیت ۱۵۵۷۰ عارضی واقف زندگی حال وارد خانیوال ضلع ملتان

گواہ شد:۔ شریف احمد صدر جماعت احمدیہ خانیوال ضلع ملتان

مسل نمبر ۱۸۴۷۷

میں نسیم اختر زوجہ ناصر احمد ظفر قوم ککھڑ پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن ریلوے کالونی خانیوال۔ ڈاک خانہ خانیوال ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ر جولائی ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

اس وقت میری جائداد حسب ذیل ہے:۔

۱۔ حق مہر بذمہ خاوند مبلغ ایک ہزار روپیہ جس میں سے ۔/۵۰۰ روپے زیورات طلائی کی صورت میں وصول پا چکی ہوں۔ لہٰذا پانچ سو روپیہ ابھی وصول ہونا ہے۔

۲۔ اس کے علاوہ حسب ذیل زیورات ہیں:۔

۱۔ گلوبند طلائی ۱ عدد وزن ۳ تولے قیمت ۔۔ ۳۶۶ روپے

۲۔ ٹکہ طلائی ۱ عدد وزن ۱ تولہ قیمت ۔۔ ۱۲۲

میں اپنی اس کل جائداد حق مہر اور زیورات طلائی کی قیمت ۔/۹۸۸ روپے (حق مہر نکال کر) کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے پر میری جائداد جو بھی ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت جو کہ میری زندگی کی آخری وصیت ہے ہر حالت میں قائم رہے گی اور تاریخ تحریر سے نافذ ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

(شرط اوّل ۔/۲ روپے)

الامۃ:۔ نسیم اختر زوجہ ناصر احمد ظفر۔ ریلوے کالونی خانیوال۔

گواہ شد:۔ منور احمد جاوید وصیت نمبر ۱۵۵۷۰

گواہ شد:۔ ناصر احمد ظفر خاوند موصیہ ریلوے کالونی خانیوال۔

مسل نمبر ۱۸۴۷۸

میں نصیر الرحمٰن ولد چوہدری طفیل محمد خان صاحب قوم راجپوت عمر ۳۱ سال پیدائشی احمدی ساکن ریلوے کالونی خانیوال ڈاک خانہ خاص ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۶/۷/۲۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ مجھے بذریعہ سرکاری ملازمت ۔/۱۷۰ روپے ماہوار ہے میں اپنی اس ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت جو کہ میری زندگی کی آخری وصیت ہے ہر حالت میں قائم رہے گی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ ہوگی

(شرط اوّل ۵۰۔۲)

العبد:۔ نسیم الرحمٰن بقلم خود۔ ریلوے کالونی خانیوال۔ ضلع ملتان۔

گواہ شد:۔ منور احمد جاوید وصیت نمبر ۱۵۵۷۰ عارضی واقف زندگی حال وارد خانیوال۔

گواہ شد:۔ شریف احمد صدر جماعت احمدیہ خانیوال۔

مسل نمبر ۱۸۴۷۹

میں نسیم اختر زوجہ نسیم الرحمٰن صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن خانیوال ڈاک خانہ خاص ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰ر جولائی حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔

۱۔ حق مہر بذمہ خاوند ایک ہزار روپے (۔/۱,۰۰۰)

۲۔ کانٹے طلائی ایک جوڑی وزن ایک تولہ قیمت ۔۔ ۱۲۵ روپے

۳۔ کلپ طلائی دو عدد وزن چار تولہ قیمت ۔۔ ۵۰۰ ″

۴۔ کڑے طلائی دو عدد وزن دو تولہ قیمت ۔۔ ۲۵۰ ″

۵۔ ہار طلائی ایک عدد وزن دو تولہ قیمت ۔۔ ۲۵۰ ″

۶۔ ٹکہ طلائی ایک عدد وزن ایک تولہ قیمت ۔۔ ۱۲۵ ″

۷۔ نتھ طلائی ایک عدد وزن ایک تولہ قیمت ۔۔ ۱۲۵ ″

۸۔ انگوٹھیاں طلائی ۴ عدد وزن ایک تولہ قیمت ۔۔ ۱۲۵ ″

میں اپنی اس کل جائداد زیورات حق مہر مبلغ ۔/۲۵۰۰ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اس کے علاوہ اگر کوئی اور جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے۔ تو فوری طور پر مجلس کارپرداز کو اطلاع دوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے پر میری جو جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت جو کہ میری زندگی کی آخری وصیت ہے ہر حالت میں قائم رہے گی۔ اور تاریخ تحریر سے نافذ ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

الامۃ:۔ شمیم اختر زوجہ نسیم الرحمٰن ریلوے گارڈ۔ ریلوے کالونی خانیوال ضلع ملتان

گواہ شد:۔ منور احمد جاوید وصیت نمبر ۱۵۵۷۰ عارضی واقف زندگی حال وارد خانیوال ضلع ملتان۔

گواہ شد:۔ نسیم الرحمٰن خاوند موصیہ ۶۶/۷/۳۰ ریلوے کالونی خانیوال ضلع ملتان۔

شیخوپورہ کے احباب

الفضل کا تازہ پرچہ

مکرم حکیم مرغوب اللہ صاحب

مین بازار شیخوپورہ

سے حاصل کریں (مینیجر)

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ خریداری بڑھانے کے نیک کام میں تعاون فرمائیے (قائدین عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

سچے مومن کا دل ایک باغ کی طرح ہوتا ہے

جس میں نیک اعمال کے ہرے بھرے پودے کھڑے ہوتے ہیں!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ البقرہ کی آیت وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ (آیت ۲۶۶) کی تفسیر

کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

" فرماتا ہے وہ لوگ جو اپنے مال اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے اور اپنے آپ کو مضبوط کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک باغ ہو اور وہ اونچی جگہ پر ہو۔ اس جگہ ربوۃ کا لفظ اس لئے استعمال فرمایا کہ اونچی جگہ ہمیشہ سیلاب سے محفوظ رہتی ہے۔ جب بارش ہوتی ہے تو نشیب زمین میں پانی ٹھہر جاتا ہے جس سے کھیتوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ مگر اونچی جگہ محفوظ رہتی ہے۔ ایسی جگہ تیز بارش ہو تو کھیتی بہت پھل دیتی ہے لیکن اگر زیادہ بارش نہ ہو تب بھی تھوڑی بارش سے ہی پھل پیدا ہو جاتا ہے اور وہی اس کے لئے کافی ہو جاتی ہے۔ اس تمثیل میں بتایا کہ سچے مومن کا دل ایک باغ کی طرح ہوتا ہے جس میں نیک اعمال کے ہرے بھرے پودے کھڑے ہوتے ہیں جب وہ صدقہ و خیرات کرتا ہے تو خواہ وہ صدقہ بارش کی طرح نہ ہو بلکہ معمولی شبنم کی طرح ہو تب بھی وہ اس نیکی کے بابرکت نتائج حاصل کر لیتا ہے چونکہ اس قسم کے صدقات دینے والوں میں اکثر غرباء ہوتے ہیں اُن کو خیال ہو سکتا تھا کہ ہمارے صدقے وابل (تیز بارش) کہاں کہلا سکتے ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ وابل نہیں تو طلّ (تھوڑی سی بارش) بھی اس کھیتی کو بڑھا دے گی۔ گویا امیر آدمی کے صدقہ کو وابل اور غریب آدمی کے صدقہ کو (يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ) کے ماتحت طلّ قرار دیا ہے مگر چونکہ ان کے دل میں اخلاص اور تقویٰ ہوتا ہے اس لئے فرمایا کہ وہ جو کچھ خرچ کریں گے اس سے بھی ان کی کشتِ عمل خوب ہری بھری ہو جائے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جزا دل کے اخلاص پر مبنی ہوتی ہے نہ کہ مال کی مقدار اور کمیت پر۔ صحابہ کرامؓ میں دونوں قسم کے لوگ موجود تھے۔ ایک غربت کی وجہ سے تھوڑا خرچ کرنے والے اور دوسرے بہت خرچ کرنے والے۔ جو لوگ تھوڑا خرچ کرنے والے تھے۔ وہ کہہ سکتے تھے کہ ہماری قربانیاں تو وابل نہیں کہلا سکتیں اس لئے ان کی خاطر فرمایا کہ طلّ ہی سہی وہ تمہیں وابل جیسا فائدہ ہی دے گی۔ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ میں اس طرف اشارہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عمل کی اصل حقیقت دیکھتا ہے اس کی ظاہری شکل نہیں دیکھتا۔ اس لئے تھوڑا دینے والا گو دوسرے کے مقابلہ میں کم دیتا ہے مگر چونکہ اس کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ دے دیتا ہے اس لئے اس کو اس طلّ سے ہی وابل والا فائدہ پہنچ جاتا ہے"

(تفسیر سورہ بقرہ ص ۶۱۱، ص ۶۱۲)

—٭—

بچوانالینڈ آزاد ہو گیا۔

گیرونیز (بچوانالینڈ) یکم اکتوبر۔ بچوانالینڈ ۸۱ سال تک برطانیہ کا غلام رہنے کے بعد ۲۹ ستمبر کو رات بارہ بجے آزاد ہو گیا۔ اب اس کا نام لسبوانہ رکھا گیا ہے آزادی کا اعلان ہونے کے بعد ہزاروں افراد نے خوشی سے رقص کیا۔ دارالحکومت گیرونیز میں آتش بازی کی گئی۔ کل رات گورنمنٹ ہاؤس سے یونین جیک اتار دیا گیا اور آزاد لسبوانہ کا جھنڈا لہرا دیا گیا اس ملک کا رقبہ ساڑھے سو پارہ مربع میل اور آبادی ساڑھے پانچ لاکھ ہے۔

پٹ در یکم اکتوبر۔ پاکستان نے تیسرے ہاکی ٹیسٹ میں جمعہ کو یہاں جرمنی کو ایک کے مقابلہ میں تین گول سے ہرا دیا۔ پاکستان نے یہ ٹیسٹ جیت کر پانچ ٹیسٹوں کا موجودہ سلسلہ بھی جیت لیا۔

ضروری اور اہم خبروں کا خلاصہ

نیو یارک یکم اکتوبر۔ پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر شریف الدین پیرزادہ نے خبردار کیا ہے کہ جب تک کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہوتا پاکستان اور بھارت پر جنگ کے بادل چھائے رہیں گے۔ اور دونوں ملکوں کے عوام خوف و ہراس کی فضا میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوں گے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے مسٹر پیرزادہ نے کہا کہ بھارت نے اعلان تاشقند کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔ اقوام متحدہ کی قرار دادیں عالمی ادارے کے مونہہ پر دے ماری ہیں اور اس نے پاکستان کے ساتھ اس تنازعہ کے تصفیہ کی بامقصد بات چیت سے انکار کر دیا ہے۔ بھارت نے کشمیری عوام کو حق خود ارادیت دینے کی بجائے انہیں اپنے بچوں کے لئے تعلیمی نصاب کے انتخاب کے حق سے بھی محروم کر دیا ہے۔ ان کے تمام مسلمہ رہنماؤں کو جیلوں میں ٹھونس دیا ہے اور ریاست کے بے گناہ عوام کو دبانے کے لئے اپنی مسلح افواج کے ۷ ڈویژن پوری وادی میں متعین کر دیئے ہیں۔ بھارت اب وہاں انتخاب کا ڈھونگ رچا رہا ہے تاکہ دنیا کو دکھانے کے لئے مقبوضہ کشمیر میں کٹھ پتلی اور جی حضوریوں کی ایک حکومت قائم کی جا سکے۔ مگر بھارت کی یہ غلط فہمی دور رہنی چاہیئے کہ پاکستان کشمیری عوام کی حمایت سے دستبردار ہو جائے گا۔

• نیویارک۔ یکم اکتوبر۔ "کیا آپ کشمیر کے بارے میں بات چیت کو تیار ہیں؟" یہ آواز وزیر خارجہ سید شریف الدین پیرزادہ کی تھی۔ جنہوں نے جنرل اسمبلی میں عین اس موقع پر بھارت کی منافقانہ پالیسی کا پول کھول دیا جب بھارتی وزیر خارجہ اپنی تقریر کے دوران پاکستان سے بہتر تعلقات کی خواہش کا اظہار کر رہے تھے۔ جونہی سردار سورن سنگھ نے کہا کہ ہم پاکستان سے دوستی چاہتے ہیں اور اعلان تاشقند پر سچے دل سے عمل کرنا چاہتے ہیں عالمی ایوان میں وزیر خارجہ سید شریف الدین پیرزادہ کی آواز گونجی "کیا آپ ہم سے کشمیر کے بارے میں بات چیت کرنے کو تیار ہیں؟" بھارتی وزیر خارجہ اس اچانک اور بھرپور حملہ سے بوکھلا گئے۔ اور انہیں اپنی زبان سے اپنی منافقت کا پول کھولنا پڑا۔ بھارتی وزیر خارجہ نے کہا کہ جی ہاں ہم بات چیت کرنے کو تیار ہیں لیکن کسی خاص مسئلہ کے بارے میں پہلے سے کسی قسم کی شرط قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ سردار سورن سنگھ نے کہا کہ ہم ہر مسئلہ پر بات کریں گے سوائے کشمیر کے جو بھارت کا اٹوٹ انگ ہے۔ بھارتی وزیر خارجہ نے سید شریف الدین پیرزادہ کی شکایت کی کہ انہوں نے بھارت کو "گالیاں" دی ہیں۔ اور وہی انداز اسی طرح پاکستان کو ہر مسئلہ پر بات چیت کرنے کا گفتگو اختیار کیا ہے جو بھارت کے بارے میں حق ہوگا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انہوں نے پاکستان کے وزراء خارجہ کا طرہ امتیاز رہا ہے واضح رہے کہ اس بات کو حسب معمول دہرایا کہ کشمیر بھارت کا بھارت نے مسٹر بھٹو پر بھی گالیاں دینے کا الزام عائد کیا تھا۔

ربوہ سے گزرنے والی ریل گاڑیوں کے اوقات

یکم اکتوبر ۶۶ء سے ربوہ سے گزرنے والی ریل گاڑیوں کے اوقات مندرجہ ذیل ہیں احباب نوٹ فرما لیں:۔

	آمد	روانگی	
۵۳ اپ لاہور تا ماڑی انڈس	۱۲-۲۷	۱۲-۳۰	رات
۵۴ ڈاؤن ماڑی انڈس تا لاہور	۲-۳۲	۲-۳۴	رات
۳۰ ڈاؤن ایکسپریس سرگودھا تا لاہور	۶-۲۵	۶-۲۶	صبح
۱۵ اپ ریل کار لاہور تا سرگودھا	۶-۵۸	۶-۵۹	صبح
۱۲ ڈاؤن چناب ایکسپریس پشاور چھاؤنی تا کراچی	۹-۸	۹-۱۰	صبح
۵۱ اپ لائل پور تا لالہ موسیٰ	۹-۳	۹-۴۱	صبح
۶۳ اپ لائل پور تا کندیاں	۱۱-۴۶	۱۱-۴۸	صبح
۶۴ ڈاؤن کندیاں تا لائل پور	۱-۱۲	۱-۱۵	دوپہر
۱۶ ڈاؤن ریل کار سرگودھا تا لاہور	۲-۴۸	۲-۵۰	بعد دوپہر
۵۲ ڈاؤن لالہ موسیٰ تا لائل پور	۶-۸	۶-۱۰	شام
۱۱ اپ چناب ایکسپریس کراچی تا پشاور چھاؤنی	۶-۴۱	۶-۴۳	شام
۲۹ اپ ایکسپریس لاہور تا سرگودھا	۷-۵۷	۷-۵۸	شام

(داؤد۔ اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴